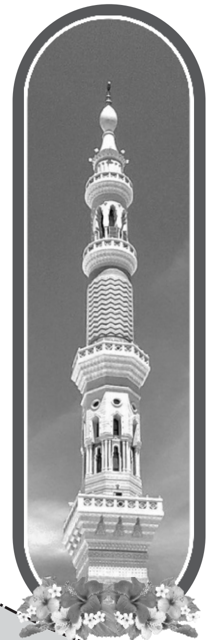
سعادت مندی اور خوشحالی پانے کے راز

حکمت اور عقل کی باتیں



از قلم

مولانا محمد مسعود ازہر

ناشر

مکتبہ عرفان

کتاب	....	حکمت اور عقل کی باتیں
مؤلف	....	حضرۃ مولانا محمد مسعود ازہر صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ
پیشکش و ترتیب	....	دار البیان
اشاعت (۱)	....	رمضان ۱۴۴۰ھ
تعداد	....	۲۰۰۰۰
صفحات	....	۳۲
قیمت	....	20 روپے (نٹ)

ہماری مطبوعات ملنے کے پتے

مکتبہ حسن اویس آرکیڈ گراؤنڈ فلور دکان نمبر 17 بالمقابل سوبھراج ہسپتال نزد اردو بازار کراچی 0300-2249928

مکتبۃ الایمان دکان نمبر ۱۳۱، ندیم ٹریڈ سینٹر، محلہ جنگی، عقب قصہ خوانی بازار پشاور 0321-9013592

مکتبہ عثمان، ایس اے-46، بلاک 5 ایڈمنسٹریشن ایمپلائیز سوسائٹی کراچی 021-34311896

مکتبہ ابن مسعودؓ، مدرسہ عبداللہ بن مسعودؓ، چشمہ جات نزد کمپنی باغ کوہاٹ 0321-5782621

مکتبہ عثمان وعلی رضی اللہ عنہما، نزد بندھن شادی ہال، کوثر کالونی بہاولپور 0321-6837145

مکتبہ مقصودؒ، اعظم مارکیٹ نزد کمیٹی چوک راولپنڈی 0323-5019010

مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ 081-2662263

رجسٹرڈ مکتبہ عرفان

ناشر

اسٹاکسٹ **مکتبہ ابن مبارک** حق سٹریٹ اردو بازار۔ لاہور

موبائل: 0321-4066827

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

پیش لفظ

''انفاق فی سبیل اللہ''، یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنا اسلام کے اہم ترین اور افضل ترین اعمال میں سے ایک ہے۔ قرآن وسنت میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت تاکید کے ساتھ بندوں کو اس عمل کی ترغیب دی ہے۔ اس کے فوائد گنوائے ہیں، اور نہ کرنے کی صورت میں نقصانات سے متنبہ کیا ہے۔

حضرات صحابہ واسلاف رضی اللہ عنہم نے دیگر احکام شرعیہ کی طرح اس حکم پر بھی خوب عمل کیا، بلکہ ایسا عمل کیا کہ عقلیں دنگ رہ گئیں۔ تو پھر ہم اس عمل سے پیچھے کیوں ہیں؟ بس اسی سوال کا جواب تلاش کرنے کے لئے پیش خدمت ہیں یہ چند صفحات۔

پڑھیے...... عمل کیجیے...... اور دوسروں کو بھی دعوت دیجئے۔

مفتی عبید الرحمٰن
دار البیان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو!

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

''اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو اور نیکی کرو بیشک اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔'' [البقرہ:۱۹۵]

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''اور تم لوگ جان کے ساتھ مال بھی خرچ کیا کرو اللہ تعالیٰ کی راہ میں یعنی جہاد میں اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں تباہی میں مت ڈالو کہ ایسے مواقع میں جان ومال خرچ کرنے سے جبن (بزدلی) یا بخل (کنجوسی) کرنے لگو جس کا نتیجہ تمہارا ضعیف اور مخالف کا قوی ہو جانا ہے جو کہ عین تباہی ہے۔'' [بیان القرآن]

اپنی ذات سے بخل

ہم جو مال بچا بچا کر رکھتے ہیں وہ ہمارا نہیں ہے...... ہماری ذات کو اس سے کیا فائدہ؟...... سورہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں...... ''اے لوگو! تمہیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کے لئے بلایا جاتا ہے...... پھر تم میں سے کچھ لوگ بخل کرتے ہیں...... اور جو بخل کرتا ہے وہ اپنی ذات ہی پر بخل کرتا ہے''...... یعنی اپنے آپ سے کنجوسی...... کیونکہ اگر خرچ کر دیتے تو اپنا فائدہ ہو جاتا، اپنی

ذات کا بھلا ہو جاتا......خرچ نہیں کیا تو یہ مال یا ورثاء کھا جائیں گے یا چور، ڈاکو اور ڈاکٹر......اور اپنی ذات کا نقصان ہوا کہ خرچ کرنے سے اسے آخرت کی جو راحت ملنی تھی وہ نہ ملی......حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بہت اونچی اور عجیب باتیں فرمایا کرتے تھے......اُن کے ایک فرمان کا مفہوم سنیں!......تمہارے مال کے پیچھے کئی چیزیں لگی ہوئی ہیں......یہ چیزیں تمہارا ہر طرح کا مال جھپٹنے کے لئے تیار رہتی ہیں......وہ مال قیمتی ہو یا گھٹیا......پہلی چیز ''تقدیر'' ہے......اچانک چوری ہو گئی......ڈاکہ پڑ گیا......مال گم ہو گیا......کوئی ایسی بیماری آئی کہ علاج پر سب کچھ لگ گیا......مال جل گیا یا ڈوب گیا......وغیرہ وغیرہ......تقدیر کے یہ فیصلے جب آتے ہیں تو ہر طرح کا مال سمیٹ کر لے جاتے ہیں......دوسری چیز ''موت'' ہے......موت اچانک آتی ہے اور سارا مال چھین لے جاتی ہے......بڑے سے بڑے بادشاہ اور سیٹھ موت کے ایک جھٹکے سے ایسے فقیر ہوتے ہیں کہ......ایک پیسہ ان کی ملکیت میں نہیں رہتا......تیسری چیز ''ورثاء''......وہ غیر محسوس طریقے پر مال کے پیچھے ہوتے ہیں......موت آتے ہی آپ کا مال فوراً ان کی ملکیت میں چلا جاتا ہے......یہ تین چیزیں......ہر طرح کا مال لے جاتی ہیں......مگر اے انسان ایک چوتھی چیز بھی ہے......وہ ہے جہاد میں خرچ کرنا......صدقہ خیرات کرنا......یہ وہ مال ہے جو تیرا اپنا ہے......یہ وہ مال ہے جو تجھ سے کوئی بھی نہیں چھین سکتا......یہ وہ مال ہے جو تیری ذات کے کام آئے گا......مگر ہوتا کیا ہے؟......اسی مال میں انسان کوشش کرتا ہے کہ کم سے کم دے......گھٹیا سے گھٹیا دے......اور بہت تھوڑا دے......جیب سے نوٹ نکالتے ہیں......پانچ ہزار، ایک ہزار، پانچ سو والوں سے تیزی سے گزر کر دس اور بیس والے نوٹوں تک پہنچتے ہیں اور پھر ایک پرانا سا نوٹ نکال کر دیتے ہیں......اسے کہتے ہیں اپنی ذات کے ساتھ بخل اور اپنی جان کے ساتھ زیادتی۔

❁......❁......❁

گھاٹے میں پڑے لوگ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دیکھا تو ارشاد فرمایا:

''رب کعبہ کی قسم! وہ لوگ بہت گھاٹے میں پڑنے والے ہیں۔''

میں آ کر بیٹھ گیا، ابھی میں اچھی طرح نہیں بیٹھا تھا کہ کھڑا ہو گیا اور میں نے عرض کیا:

''میرے ماں باپ آپ پر قربان اے اللہ کے رسول! وہ کون لوگ ہیں؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''وہ زیادہ مالدار لوگ ہیں [جو بہت گھاٹے میں پڑ گئے ہیں]، مگر وہ لوگ جو آگے، پیچھے، دائیں، بائیں (یعنی ہر نیکی کے کام میں) خوب خرچ کرتے ہیں اور ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں۔ [صحيح مسلم - حديث رقم: ٩٩٠ ، ناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت]

❁......❁......❁

لبیک یا ربی!

ہر مال کا اصل مالک اللہ تعالیٰ ہے یہ بات قرآن مجید کی کئی آیات میں سمجھائی گئی ہے......ویسے بھی سوچیں کہ ہم کیا ہیں؟......کل دنیا میں آئے اور چند دن میں یہاں سے چلے جائیں گے......ہر چیز کا مالک اور وارث اللہ تعالیٰ ہے......اب اللہ تعالیٰ اپنا یہ مال اپنے بعض بندوں کو دیتا ہے......اور اُن کو حکم فرماتا ہے کہ......اس میں سے زکوٰۃ ادا کرو......فطرانہ ادا کرو......والدین، اہل و عیال اور اقرباء کے حقوق ادا کرو......اسے جہاد فی سبیل اللہ میں لگاؤ......اس میں سے صدقہ کرو......اس سے

غریبوں، یتیموں، بیواؤں کو کھلاؤ......اس سے بے آسرا لوگوں کو سہارا دو......اس سے بے گھر لوگوں کو گھر دو......تب جو خوش نصیب ہوتے ہیں......وہ ہر حکم پر کہتے ہیں......لبیک یا ربی!......لبیک یا ربی!......حاضر، حاضر میرے اللہ......مال تو آپ کا ہے...... مجھے مفت کا ثواب ملتا ہے تو کیوں نہ کماؤں......ایسے لوگوں سے اللہ پاک راضی ہوتا ہے......وہ اُن کو اپنا ولی بناتا ہے......وہ اُن کے مال میں عجیب برکات دیتا ہے......وہ ان کی عمر اور صحت میں برکت ڈالتا ہے......اور اُن کو مخلوق کا محبوب اور جنت کا مستحق بناتا ہے......اور اُن کو اولیاء ابرار کا مقام عطاء فرماتا ہے......مگر کچھ بدنصیب آدمی کہتے ہیں کہ...... یا اللہ! میں کہاں کہاں خرچ کروں؟......ابھی کل تو صدقہ نکالا ہے...... چندہ بھی دیا ہے......اور میں کیا کروں؟...... یہ میرا مال ہے میں کس کس کو دوں؟...... چنانچہ ہر حکم پر اُس کا کلیجہ پھٹنے لگتا ہے اور ہر خرچے پر اُس کا دل غم سے مرنے لگتا ہے......ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ نفرت فرماتے ہیں......اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق بھی اُن سے نفرت کرتی ہے......اور بالآخر یہ مال اُن کے لئے دنیا اور آخرت کی مصیبت بن جاتا ہے......کہ دنیا میں کما کما کر، جمع کر کر کے......اور حساب جوڑ جوڑ کر تھکتے، مرتے تھے......اور آخرت میں انہیں اس مال کا حساب دینا ہوگا جو بہت مشکل کام ہوگا۔

۞......۞......۞

اللہ تعالیٰ کو قرضہ......

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

’’ایسا کون شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دے پھر اللہ تعالیٰ اس کو کئی گنا بڑھا کر دے اور اللہ تعالیٰ ہی تنگی کرتا ہے اور کشائش کرتا ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔‘‘ [البقرہ:۲۴۵]

’’جہاد میں مال خرچ کر کے اللہ تعالیٰ کو اچھا قرضہ دو وہ اسے کئی گنا بڑھا دے گا، رزق کی تنگی اور کشادگی سب اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اور تم نے تو لوٹ کر اس کی طرف واپس جانا ہے۔ پس جو کچھ اسے دو گے اس کے پاس جا کر اس سے کئی گنا زیادہ پالو گے۔‘‘ [فتح الجواد]

۞......۞......۞

ایک عظیم قرآنی نکتہ

مسلمان جب اپنا تمام مال اور اپنے تمام اسباب جہاد میں لگاتے ہیں تو دنیا ان کے قدموں تلے فتح ہوتی ہے...... مال جمع کرنے کی چیز نہیں ہے......قارون جمع کرتا رہا اور اسی مال میں دھنس گیا، اسی میں مر گیا......مال قبر، زنجیر اور آگ بن گیا......ذوالقرنین نے جہاد میں مال لگایا فاتح عالم بن گیا......ابولہب کا مال اس کے کچھ کام نہ آیا......مال کے بارے حکمت اور عقل مندی والا نظریہ کیا ہے؟......قرآن پاک نے سمجھایا...... مال جمع نہ کرو......اللہ تعالیٰ کے راستے میں کھلے دل سے خرچ کرو......دنیا میں بھی پاؤ گے......لوٹو گے......فقر و فاقے سے بچو گے......خزانوں کے مالک بنو گے......اور آخرت میں بھی بڑی بادشاہت پالو گے......تم خرچ کرو اللہ پاک تم پر خرچ فرمائیں گے......تم دو......اللہ پاک لیں گے......اور لوٹا دیں گے...... بڑھا دیں گے......آخرت میں بھی صلہ دیں گے......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پوری حکمت سمجھ گے......ایسا عمل فرمایا کہ دنیا مثال پیش نہیں کر سکتی......سب کچھ لٹا دیا......اور پھر دنیا کے خزانوں کے مالک بن گئے......اور آخرت کی کامیابی بھی پکی ہوگئی ......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس جو کچھ تھا لٹا دیا......اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کا مال ان کو لوٹا دیا......مگر تب بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جمع نہیں فرمایا......دراصل جو خرچ کرتا ہے وہی پاتا ہے......اور جو بچاتا ہے وہ دنیا، آخرت میں پچھتاتا ہے......مسلمانوں کا مال کے بارے میں نظریہ

جب بگڑا تو وہ مال کے سانپ سے ڈسے گئے...... اور غلامی اور محتاجی ان پر چڑھ دوڑی۔

سات سو گنا یقینی اضافہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

''ان لوگوں کی مثال جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرتے ہیں ایسی ہے کہ جیسے ایک دانہ کہ اگائے سات بالیاں ہر بالی میں سو سو دانے ہوں اور اللہ تعالیٰ جس کے واسطے چاہے بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا جاننے والا ہے۔'' [البقرہ:۲۶۱]

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جہاد اور حج میں خرچ کیا ہوا درہم سات سو گنا بڑھ جاتا ہے۔'' [تفسیر ابن کثیر]

بہت بڑا صدقہ جاریہ

ہر انسان کو اپنے مال سے محبت ہوتی ہے...... اس لئے وہ چاہتا ہے کہ اس کا مال ایسی جگہ لگے...... جہاں اجر اور آخرت کا نفع زیادہ بنے...... قرآن و حدیث میں غور کیا جائے تو ''جہاد فی سبیل اللہ'' پر مال لگانے کی فضیلت سب سے زیادہ ہے...... جہاد میں مال لگانے سے ایک تو اپنا فرض بھی ادا ہوتا ہے...... کیونکہ جان و مال سے جہاد کرنا مسلمانوں پر فرض ہے...... اور پھر جہاد پر مال لگانا بہت بڑا صدقہ جاریہ بھی ہے...... اور جہاد پر مال لگانا کعبہ شریف کی خدمت پر مال لگانے سے بھی افضل ہے...... آپ جانتے ہیں کہ کعبہ شریف اور حرم شریف میں ایک روپیہ خرچ کرنے کا اجر ایک

لاکھ کے برابر ہے...... جبکہ جہاد میں خرچ کرنا اس سے بھی افضل ہے۔

سات لاکھ گنا اضافہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص اللہ (تعالیٰ) کے راستے میں مال بھجوادے اور خود گھر میں بیٹھا رہے تو اسے ہر درہم پر سات سو درہم خرچ کرنے کا اجر ملتا ہے اور جو شخص خود اللہ (تعالیٰ) کے راستے میں جہاد کے لئے نکل کر کچھ خرچ کرے اسے ہر درہم پر سات لاکھ درہم خرچ کرنے کا اجر ملتا ہے، پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

{ وَاللّٰہُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَاءُ }

''اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہتا ہے بڑھا دیتا ہے۔''

[سنن ابن ماجہ۔حدیث رقم:۲۷۶۱ ، ناشر:دار إحياء الكتب العربية]

خوش نصیبی کا ایک پیمانہ

کسی انسان کی خوش نصیبی کا ایک پیمانہ یہ ہے کہ اس کا مال کون لوگ کھاتے ہیں؟...... حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مال...... حضرت آقا مدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تناول اور استعمال فرمایا...... یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عظیم خوش نصیبی تھی...... جہاد کی نسبت رکھنے والے اولیاء، فدائی اور مجاہدین جن کا مال کھائیں وہ یقیناً خوش نصیب ہیں...... جماعت کی ''انفاق فی سبیل اللہ''

مہم میں حصہ ملانے والے صرف اسی ایک نکتہ پر غور فرمالیں......ان شاء اللہ عمل کی راہیں کھل جائیں گی۔

اگر تم نے جہاد میں مال نہ لگایا تو......

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

''اور اگر وہ تم سے (مال) مانگے پھر تمہیں تنگ کرے تو تم بخل کرنے لگو اور تمہارے دلی کینے ظاہر کر دے۔ خبردار! تم وہ لوگ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کو بلائے جاتے ہو تو کوئی تم میں سے وہ ہے جو بخل کرتا ہے اور جو بخل کرتا ہے سو وہ اپنی ہی ذات سے بخل کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہے اور تم ہی محتاج ہو اور اگر تم نہ مانو گے تو وہ اور قوم سوائے تمہارے بدل دے گا پھر وہ تمہاری طرح نہ ہوں گے۔'' [سورۃ محمد: ۳۷،۳۸]

تفسیر حقانی میں لکھتے ہیں:

''اگر اللہ تعالیٰ تم سے مانگے اور پھر سب کا سب مال لے لے تو تم بخل کرو گے اور تمہاری بخیلی ظاہر ہو جائے گی، مطلب یہ ہے کہ دین میں مال کا ایسا خرچ نہیں کہ سب دے دیا جائے۔ اگر اللہ تعالیٰ سارا مال مانگے اور تمہارا امتحان لے تو مال کی وجہ سے تم اسلام سے نفرت کرنے لگو۔ ان جملوں میں منافقین پر تعریض ہے جو جہاد میں مال دینے کو بوجھ سمجھتے تھے۔ اس کے بعد صاف صاف بیان فرماتے ہیں کہ ''ھٰاَنتم ھٰؤلاء تدعون'' الخ کہ دیکھو تم کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے بلایا جاتا ہے یعنی جہاد میں، جس میں سرکشی اور برائی کا کڑوا درخت دنیا سے کاٹنا مقصود ہے۔ پھر بعض تم میں سے بخل کرتے ہیں یعنی منافقین۔ اور جو کوئی بخل کرتا ہے اپنے ہی لیے بخل کرتا ہے،

اس لیے کہ جو کچھ یہاں دو گے وہاں (آخرت میں) پاؤ گے اور جو نہ دو گے اس سے اپنے آپ کو محروم کرو گے۔ اور اللہ تعالیٰ کو کچھ حاجت نہیں اس میں تمہارا ہی نفع ہے، حاجتمند تو تم خود ہو۔ اور اگر تم نہ مانو گے تو تم کو ہٹا کر تمہاری جگہ ایک اور قوم اسلام میں داخل کرے گا، جو نیک ہوں گے تم جیسے نہ ہوں گے۔'' [تفسیر حقانی، تسہیل]

فرشتے لپکتے ہیں

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص اپنے مال میں سے [کسی بھی چیز کا] جوڑا اللہ (تعالیٰ) کے راستے میں خرچ کرتا ہے تو جنت کے نگران فرشتے اس کی طرف دوڑ (کر لپکتے) ہیں۔''

راوی کہتے ہیں، میں نے پوچھا:

''جوڑا خرچ کرنے کا کیا مطلب ہے؟''

ارشاد فرمایا:

''دو گھوڑے یا دو اونٹ (اسی طرح اور چیزوں میں سے بھی دو دو، مثلاً دو گائے، دو کپڑے وغیرہ)'' [سنن نسائی۔حدیث رقم: ۳۱۸۵، ناشر:مکتب المطبوعات الإسلامیة - حلب]

مال چلتا رہے

مال چلتا رہے تو اچھا ہے، رک جائے تو بیماری اور ذلت ہے......مثلاً جس شخص نے دس کروڑ جمع کیے یہ ان کو فوراً تجارت میں لگا دے تو آدھے نقصانات ختم......پھر زکوٰۃ

دے...... جہاد میں لگائے......قریبی رشتہ داروں کو دے......صدقہ کرے......قربانی کرے......کھانا کھلائے......مسجدیں بنوائے...... پانی پلائے......علاج کرائے...... یتیموں کو پالے......مساکین کو دے......قیدی چھڑائے......قرضے اتارے......وغیرہ وغیرہ تو مال کے نقصانات عظیم الشان فوائد اور منافع میں تبدیل ہوتے جائیں گے...... یہ جو کچھ لکھا......قرآن وحدیث میں اس کے دلائل اور زمانے میں اس کے شواہد موجود ہیں۔

مجاہد جیسا اجر

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’جس نے روزے دار کو افطار کروایا اس کو روزے دار جیسا اجر ملے گا اور روزے دار کے اجر میں بھی کمی نہیں آئے گی اور جس نے اللہ (تعالیٰ) کے راستے میں نکلنے والے مجاہد کو سامان فراہم کیا اسے بھی مجاہد جیسا اجر ملے گا اور مجاہد کے اجر میں بھی کمی نہیں کی جائے گی۔‘‘ [سنن ابن ماجه-حديث رقم:۲۷۵۹ ، ناشر:دار إحياء الكتب العربية]

صدقہ کے بیس فائدے

اللہ تعالیٰ کی محبت پانے کا ایک اہم ذریعہ اللہ کی رضا کے لئے اپنا مال خرچ کرنا ہے......

اور اللہ تعالیٰ کے راستے جہاد فی سبیل اللہ میں مال خرچ کرنا ایمان کے سچا ہونے کی علامت ہے......صدقہ کے فضائل اور فوائد بے شمار ہیں......ان میں سے چند

ایک ملاحظہ فرمائیں:

(۱) صدقہ اللہ پاک کے غضب کو بجھاتا ہے۔
(۲) صدقہ جنت کا ایک دروازہ ہے۔
(۳) صدقہ قبر کی گرمی کو ٹھنڈا کرتا ہے۔
(۴) صدقہ گناہوں کی معافی اور کفارہ کا ذریعہ ہے۔
(۵) صدقہ وہ سب سے قیمتی چیز ہے جو کسی میت کے لئے بھیجی جائے تو اسے نفع پہنچاتی ہے۔
(۶) صدقہ نفس کو پاک کرتا ہے۔
(۷) صدقہ حسن خاتمہ کا ذریعہ ہے۔
(۸) صدقہ فرشتوں کی دعائیں لینے کا بہترین طریقہ ہے۔
(۹) صدقہ سے دعائیں قبول ہوتی ہیں۔
(۱۰) صدقہ سے دنیا کی مصیبتوں کے ستر دروازے بند ہو جاتے ہیں۔
(۱۱) صدقہ سے عمر اور رزق میں برکت ہوتی ہے۔
(۱۲) صدقہ بیماریوں کا علاج اور شفاء ہے۔
(۱۳) صدقہ بری موت سے حفاظت ہے۔
(۱۴) صدقہ دل کی سختی اور قساوت کا علاج ہے۔
(۱۵) صدقہ قیامت کے دن کا سایہ ہے۔
(۱۶) انسان کے گناہ سے جو آگ پیدا ہوتی ہے صدقہ اسے بجھا دیتا ہے۔ یہ آگ نہ بجھے تو خود گناہ گار کو جلا ڈالتی ہے۔
(۱۷) صدقہ بلاؤں اور مصیبتوں کو دور کرتا ہے۔
(۱۸) اپنا محبوب مال خرچ کرنا ہی نیکی کی اصل بنیاد ہے......یعنی صدقہ سے انسان کو یہ بنیاد

عطا ہوتی ہے۔

(۱۹) صدقہ ہی وہ مال ہے جو انسان کے لئے محفوظ رہتا ہے باقی سب ضائع چلا جاتا ہے۔

(۲۰) صدقہ کرنے والے کا اجر بڑھتا رہتا ہے......مثلاً ایک کھجور جہاد میں دی اللہ تعالیٰ اس کا اجر بڑھا، بڑھا کر اسے احد پہاڑ کے برابر بنا دیتے ہیں۔

یاد رکھئے! جہاد بالمال بھی فرض ہے اور صدقہ کے یہ تمام فضائل کتاب وسنت میں آئے ہیں۔

تمہیں کیا ہوا؟

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

''اور تمہیں کیا ہو گیا جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ آسمانوں اور زمین کا ورثہ تو اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے الخ......'' [الحدید-۱۰]

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

''آیت کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں کونسی چیز اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے سے روک رہی ہے، حالانکہ تم لوگ مرنے والے ہو اور تم اپنے مال اپنے پیچھے چھوڑ کر چلے جاؤ گے اور یہ مال بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ جائے گا۔'' [تفسیر القرطبی]

اللہ تعالیٰ کا اکرام و اعزاز سمیٹنے والے

سیّدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس نے اللہ (تعالیٰ) کے راستے میں نکلنے والے کسی مجاہد کے گھر والوں کی اتنی کفالت کی اور اتنی ذمہ داری اٹھائی کہ ان کی ضرورت پوری کر دی اور انہیں دوسرے لوگوں سے مستغنی کر دیا، تو اللہ (تعالیٰ) قیامت کے دن اسے فرمائیں گے:

''خوش آمدید اس شخص کے لئے جس نے مجھے کھلایا پلایا، مجھ سے محبت کی اور مجھے عطاء کیا۔ اے میرے فرشتو! گواہ رہنا کہ میں نے اس شخص کے لئے اپنا سارا اعزاز و اکرام لازم کر دیا ہے۔''

پس جو شخص بھی جنت میں داخل ہو گا وہ اس شخص کا اللہ (تعالیٰ) کے نزدیک مقام دیکھ کر اس پر رشک کرے گا۔

[اخرجہ السلطان المجاہد محمود المعروف بالشہید فی کتاب فضل الجہاد باسنادہ وخرجہ ابن عساکر]

میٹھے جذبے

اللہ تعالیٰ کا کسی بندے پر...... یہ عظیم احسان ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے مال کو ''جہاد فی سبیل اللہ'' کے لئے قبول فرما لے......اللہ تعالیٰ کو کیا ضرورت ہے؟ جہاد کو کیا ضرورت ہے؟......مگر جس مسلمان کا مال جہاد میں قبول ہو جائے اُس کے دنیا و آخرت میں مزے ہو جاتے ہیں......اُسے ایسی عظیم نعمتیں ملتی ہیں کہ......جن کا تصور بھی پُر کیف ہے...... آیئے! عاجزی کے ساتھ التجا کریں کہ......اللہ تعالیٰ ہم پر یہ عظیم احسان فرمائے کہ ہمارا زیادہ سے زیادہ مال جہاد فی سبیل اللہ میں قبول فرما لے۔

اس نے بھی جہاد کیا

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جس شخص نے اللہ (تعالیٰ) کے راستے میں نکلنے والے مجاہد کو سامان فراہم کیا، اس نے بھی جہاد کیا اور جس نے مجاہد کے گھر والوں کی بھلائی کے ساتھ دیکھ بھال کی، اس نے بھی جہاد کیا۔“ [صحيح البخاري-حديث رقم:۲۸۴۳، ناشر:دار طوق النجاة]

دو باپ، دو بیٹے

مقاتل بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیچھے گیارہ بیٹے چھوڑے اور ان کا کل ترکہ اٹھارہ دینار تھا...... ان میں سے پانچ دینار کفن پر لگ گئے، چار دینار کی قبر خریدی گئی...... اور باقی نو دینار...... ان کے بیٹوں اور باقی اولاد میں تقسیم ہو گئے...... جبکہ ہشام بن عبد الملک نے بھی گیارہ بیٹے چھوڑے اور اس کے ترکہ میں سے ہر بیٹے کو دس لاکھ (سونے کے) دینار ملے...... یہ تو نقد رقم تھی جبکہ زمینیں، محلات، باغ اور غلام باندیاں ان کے علاوہ تھیں...... مگر پھر کیا ہوا؟...... اللہ کی قسم! میں نے ایک ہی دن میں دو منظر دیکھے، ایک یہ کہ عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا ایک بیٹا ایک سو گھوڑے تمام جہادی سامان کے ساتھ مجاہدین کو صدقہ کر رہا تھا دوسرا منظر یہ کہ ہشام بن عبد الملک کا ایک بیٹا بازار میں بھیک مانگ رہا تھا۔“

انفاق فی سبیل اللہ کے فوائد

انفاق فی سبیل اللہ سے انسان کا نفس پاک ہو جاتا ہے...... اس کا مال بھی پاک ہو جاتا ہے...... آپ تجربہ کر لیں...... سخت پریشانی اور سخت بیماری کے وقت اگر اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لئے مال خرچ کر دیا جائے تو...... پریشانی دور اور بیماری ٹھیک ہو جاتی ہے...... دراصل مال کا وہ نوٹ یا حصہ...... خود ایک بیماری اور پریشانی تھی...... وہ جب تک ہمارے پاس موجود رہتا ہمیں اسی طرح تکلیف میں رکھتا مگر جب وہ چلا گیا...... تو وہ خود بھی ہمارے لئے رحمت بن گیا...... اور اپنے پیچھے بھی ہمارے لئے...... رحمت چھوڑ گیا...... جہنم کی آگ کتنی سخت ہے...... مگر صدقہ خیرات سے یہ آگ بجھ جاتی ہے...... قیامت کے دن ہر شخص اپنے صدقہ کے سایہ میں ہوگا...... جس کا صدقہ زیادہ اس کا سایہ بھی زیادہ...... گناہوں کی آگ کو بھی صدقہ اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو...... دراصل انسان جو گناہ بھی کرتا ہے اس گناہ کے برے اثرات اس کے ساتھ چمٹ جاتے ہیں...... مگر صدقہ کی برکت سے وہ گرم اثرات ختم ہو جاتے ہیں...... صدقہ میزان حسنات کو بھاری کر دیتا ہے...... اور سب سے بڑھ کر یہ کہ صدقہ کرنے والے کی...... اللہ تعالیٰ کے ہاں قدر و منزلت بہت بڑھ جاتی ہے...... صدقہ انسان کو دنیا میں مالدار اور آخرت میں کامیاب بناتا ہے...... اور صدقہ ہی اصل میں انسان کے دل کی خوشی ہے۔

آسمان بھی جھک کر دیکھتا ہے

بھائیو! بہنو! جہنم کی آگ کتنی بڑی ہے...... اور کھجور کا دانہ کتنا چھوٹا...... مگر جو کھجور کے دانے کو توڑ کر اس کا ایک ٹکڑا اللہ پاک کی رضا کے لئے اللہ تعالیٰ کے راستے میں دے دے تو وہ جہنم کی آگ سے بچ جاتا ہے...... اور جب کوئی مسلمان جہاد میں مال دینے نکلتا

ہے تو آسمان بھی اسے جھک کر دیکھتا ہے......دیکھو! قرآن مجید میں جہاد پر بہت تھوڑا سا مال لگانے والوں کا کیسا والہانہ تذکرہ ہے......اور جو ان کا مذاق اڑاتے تھے ان کو کیسے ڈانٹ سنائی گئی......ان مسکینوں کے پاس تھا ہی تھوڑا سا جو وہ لے آئے......بھائیو! صدقہ......خواہ تھوڑا ہو خواہ زیادہ......اپنی وسعت اور حیثیت کے مطابق صدقہ...... روزانہ صدقہ۔

جہاد میں مال لگاؤ ورنہ......

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’جس نے خود بھی جہاد نہیں کیا اور نہ کسی مجاہد کو سامان جہاد فراہم کیا اور نہ کسی مجاہد کے پیچھے اس کے گھر والوں کی بھلائی کے ساتھ دیکھ بھال کی تو اللہ (تعالیٰ) اسے قیامت سے پہلے کسی سخت مصیبت میں مبتلا فرما دیں گے۔‘‘

[سنن أبي داود - حديث رقم: ٢٥٠٣ ، ناشر:مكتبة العصرية ، صيدا - بيروت]

218 کلو 700 گرام سونا جہاد میں

حضرت عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے (اپنے مال میں سے) جہاد کے لئے پچاس ہزار دینار کی وصیت فرمائی۔ چنانچہ (ان کے انتقال کے بعد) ایک ایک مجاہد کو ایک ایک ہزار دینار دیئے گئے۔

[ابن عساكر - ج:٣٥ ،ص:٢٩٩ ، ناشر:دار الفكر]

نوٹ:

مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہ کی تحقیق کے مطابق ایک دینار کا وزن 4.374 گرام ہے۔ اس کتابچے میں اسی اعتبار سے مقادیر متعین کی گئی ہیں۔

خواتین کے خرچ کرنے کا انداز

جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ تبوک کے موقع پر مسلمانوں کو......جہاد پر مال لگانے کی ترغیب دی تو عورتیں بھی اپنی طاقت اور ہمت کے مطابق جہاد میں نکلنے والوں کی مدد کر رہی تھیں، حضرت اُمّ سنان اسلمیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک کپڑا بچھا ہوا ہے جس پر کنگن، بازو بند، پازیب، بالیاں، انگوٹھیاں اور بہت سے زیور رکھے ہوئے ہیں......اور اس غزوہ کی تیاری کے لئے عورتوں نے جانے والوں کی مدد کے لئے جو زیورات بھیجے تھے اُن سے وہ کپڑا بھرا ہوا تھا۔ [حیات الصحابہ]

اسلامی فتوحات اور اسلامی جہاد میں مسلمان خواتین کا بہت بڑا حصہ ہے......تاریخ ان کے کارناموں سے بھری پڑی ہے۔

4,374 کلو سونا جہاد میں

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ ’’تاریخ قرطبی‘‘ میں لکھتے ہیں:

''حضرت ذوالریاستین بن سہل رحمۃ اللہ علیہ نے جہاد میں دس لاکھ دینار خرچ فرمائے اور فرمایا:

''اگر میرے پاس اس سے دوچند ہوتے تو وہ بھی خرچ کر دیتا۔'' [تاریخ قرطبی]

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا عمل

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اپنا آدھا مال چار ہزار درہم اللہ کے راستے میں صدقہ کئے...... پھر چالیس ہزار صدقہ کئے، پھر چالیس ہزار دینار صدقہ کئے، پھر پانچ سو گھوڑے اللہ کے راستے میں دیئے، پھر ڈیڑھ ہزار اونٹ اللہ کے راستے میں دیئے، اُن کا اکثر مال تجارت کے ذریعہ کمایا ہوا تھا۔''

مال لگانے کا سب سے بڑا مقام

اسلام میں نیکیوں پر مال خرچ کرنے کی...... بہت ترغیب ہے...... مسجد پر خرچ کرو...... والدین پر خرچ کرو...... اہل و اولاد پر خرچ کرو...... دینی تعلیم پر خرچ کرو...... غرباء مساکین پر خرچ کرو...... کھانا کھلانے اور افطار کرانے پر خرچ کرو...... مصیبت زدہ لوگوں پر خرچ کرو...... پانی کے انتظام پر خرچ کرو...... والدین کے ایصال ثواب پر خرچ کرو وغیرہ...... مگر سب سے زیادہ فضائل...... جہاد پر خرچ کرنے کے ہیں...... سب سے زیادہ اجر جہاد پر خرچ کرنے کا ہے...... اور سب سے بڑا مقام جہاد میں مال لگانے کا ہے...... حتیٰ کہ کعبہ شریف پر...... اور حجاج کرام کی خدمت

پر خرچ کرنے سے بھی زیادہ اجر جہاد پر خرچ کرنے کا ہے...... جہاد چونکہ فرض ہے......اس لئے مال سے جہاد کرنا بھی فرض کے درجے میں آتا ہے۔

جماعت کا دسترخوان

کچھ دوستوں نے عجیب بات بتائی کہ...... جب ہمارا کوئی کام رکتا ہے ہم نذر مان لیتے ہیں...... یا اللہ! یہ کام ہو جائے تو ''جماعت'' کے بیت المال میں اتنی رقم جمع کرائیں گے...... اللہ تعالیٰ کی شان وہ کام ہو جاتا ہے...... کبھی سفر میں اچانک کوئی تکلیف آئے تو ہم کہتے ہیں: یا اللہ! اسے دور فرما دیجئے ہم آپ کی رضا کے لئے ''جماعت'' میں اتنی رقم لگائیں گے...... اللہ تعالیٰ کے فضل سے مشکل دور ہو جاتی ہے...... بندہ نے اس بات پر غور کیا تو بات دل کو لگی...... ''جماعت'' کے دسترخوان پر کیسے کیسے عظیم، پاکباز اور جانباز مجاہدین کھانا کھاتے ہیں...... سچ کہتا ہوں...... عطاء اللہ اور خان بابا جیسے وہ فقراء، اولیاء کہ جن کو دیکھنا بھی ثواب ہے، جماعت کے دسترخوان سے کھاتے ہیں...... ''جماعت'' کی دعوت سے کیسے کیسے کفر اور گناہ میں دفن لوگ تائب ہوئے...... ''جماعت'' نے اسیران اسلام تک راحت کا سامان دور، دور کال کوٹھڑیوں میں پہنچایا...... ''جماعت'' کا صبح، شام، رات، دن کام ہی کیا ہے؟...... دعوت جہاد، خدمت، اصلاح، خیر خواہی، قرآن، مساجد، تعلیم و تعلم ...... ماشاء اللہ ایسے صالح اور متقی مجاہد کہ جہاں جاتے ہیں ماحول کا رنگ ہی بدل جاتا ہے...... مَاشَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ...... بس! جب سارے اخراجات انہیں بلند کاموں پر ہوتے ہیں...... تو خرچ کرنے والوں کو آخرت اور دنیا کی خیریں ہی ملتی ہیں...... اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم پورے شرح صدر کے ساتھ...... دل

کھول کر جماعت میں مال لگائیں......اور خیر کے ان تمام کاموں میں حصہ دار بنیں۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں ''مال'' دیتے ہیں......پھر فرماتے ہیں......اے میرے بندے! اپنے اس مال میں سے مجھے اچھا سا قرضہ تو دے دو......میں تمہارا یہ قرضہ کئی گنا بڑھا کر واپس لوٹا دوں گا......اور تمہارا یہ مال بڑھتا ہی چلا جائے گا...... یہاں تک کہ جنت کی قیمت بن جائے گا......سبحان اللہ! کیا محبت کا انداز ہے......اللہ تعالیٰ کو اچھا قرضہ دو......اللہ تعالیٰ کو اچھا قرضہ دو...... یہ آواز بار بار قرآن مجید کی آیات میں سے آتی ہے تو دل چاہتا ہے کہ...... بدن پر پہنے کپڑوں کے سوا انسان اپنا سب کچھ پیش کر دے......عظیم شہنشاہ قرضہ مانگ رہا ہے...... مالک الملک قرضہ مانگ رہا ہے......وہ جس نے سب کچھ دیا وہی قرضہ مانگ رہا ہے......وہ جو ایک اشارے سے سب کچھ چھین سکتا ہے قرضہ مانگ رہا ہے......وہ جو منٹوں میں فقیر کو بادشاہ اور بادشاہ کو فقیر بنا دیتا ہے وہ قرضہ مانگ رہا ہے...... اور ساتھ وعدہ فرما رہا ہے کہ......میں تمہارا یہ مال بہت زیادہ بڑھا دوں گا......حضرت ابو ہریرہ ؓ کی ایک روایت میں دس لاکھ گنا......دوسری روایت میں بیس لاکھ گنا......فرمایا:

{مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا}

''کون ہے وہ جو اللہ تعالیٰ کو اچھا قرضہ دے''

{فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ اَضْعَافًا کَثِیْرَةً}

''پھر اللہ تعالیٰ اسے بہت گنا بڑھا دے'' [البقرۃ: آیت، ۲۴۵]

جس چیز کو اللہ تعالیٰ ''کثیر'' فرمائے......یعنی زیادہ......وہ کتنی ہو گی؟......اللہ تعالیٰ تو ساری دنیا

کے مال کو ''قلیل'' فرماتے ہیں......یعنی تھوڑا......تو پھر اللہ تعالیٰ کا زیادہ کیا ہوگا؟ مبارک ہو جہاد میں مال لگانے والوں کو......ان کا سودا بڑا کامیاب ہے......اور ان کا نفع بے شمار ہے......سورۂ بقرہ کی اس آیت رقم [۲۴۵] کی تفسیر میں حضرت شاہ عبد القادر ؒ لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کو قرض دے، یعنی جہاد میں خرچ کرے، اس طرح فرمایا مہربانی سے......اور تنگی کا اندیشہ نہ رکھے، اللہ کے ہاتھ کشائش ہے۔'' [موضح قرآن]

کامیاب تجارت:

دنیا میں انسان ایک دوسرے کے ساتھ تجارت اور کاروبار کرتے ہیں......اس تجارت میں نفع بھی ہوسکتا ہے......اور نقصان بھی......پھر جو تاجر ہمیشہ نفع کماتا ہو اس کو عقلمند اور کامیاب سمجھا جاتا ہے......حالانکہ وہ بھی کبھی کبھار نقصان ضرور اٹھاتا ہے......مگر جو انسان اللہ تعالیٰ کے ساتھ ''تجارت'' کرے اس کے لئے نقصان کا کوئی خطرہ نہیں......بس نفع ہی نفع ہے...... ہر وقت نفع ہے......بہت قریب کا نفع ہے......اور بہت دور کا نفع ہے......مال بھی بڑھتا ہے......دل بھی صحت مند رہتا ہے......قبر کی راحت کا سامان بھی بنتا رہتا ہے......اور آخرت میں بھی یہ مال ذخیرہ ہوتا رہتا ہے......حضرات صحابہ کرام ؓ نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ تجارت کی......ان کے پاس جو تھوڑا سا مال تھا......وہ انہوں نے جہاد پر خوشی خوشی لگا دیا......یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں قرض رکھوا دیا......اب اس مال نے بڑھنا شروع کیا تو......روم و فارس کے خزانے حضرات صحابہ کرام ؓ کے قدموں میں آ گرے......اور آخرت کی اونچی اونچی منزلیں ان کا مقدر بن گئیں......آج مسلمانوں کے پاس کتنا مال ہے؟......مگر وہ یہ مال جہاد میں نہیں لگاتے......اللہ تعالیٰ کے پاس قرض نہیں رکھواتے تو......غلامی ہی غلامی ہے......قدم قدم پر غلامی، بے چینی اور پریشانی......قرآن بار بار پکار رہا ہے:

{وَاَقْرِضُوا اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا}

اللہ تعالیٰ کو اچھا سا قرضہ دو......اللہ تعالیٰ کو اچھا سا قرضہ دو......اللہ تعالیٰ تمہیں بہت بڑھا کر

دے گا...... بے حساب دے گا...... اجر کریم دے گا......مگر آج جہاد پر خرچ کرنے والے بہت کم رہ گئے...... بہت کم رہ گئے۔

ایک منظر دیکھیں:

امیر تبلیغ حضرت مولانا یوسف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

’’غزوۂ تبوک کے موقع پر حضور اقدس ﷺ نے مسلمانوں کو جہاد میں جانے کی خوب ترغیب دی اور انہیں اللہ کے راستے میں مال خرچ کرنے کا حکم دیا...... چنانچہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی بہت دل کھول کر خوب خرچ کیا اور سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مال لائے...... اپنا سارا مال لائے تھے...... جو کہ چار ہزار درہم تھا تو ان سے حضور ﷺ نے فرمایا: ’’کیا تم نے اپنے گھر والوں کے لئے کچھ چھوڑا ہے؟‘‘ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ’’ہاں! اللہ اور اس کے رسول کو (چھوڑا ہے)۔‘‘ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنا آدھا مال لائے...... حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بھی بہت سا مال حضور ﷺ کی خدمت میں لے کر آئے...... اور حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ نے نوے وسق (تقریباً پونے پانچ سو من) کھجور دی...... اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے تہائی لشکر کا پورا سامان دیا...... صحابہ میں سے سب سے زیادہ انہوں نے خرچ کیا، یہاں تک کہ تہائی لشکر کے لئے تمام ضروری سامان دیا...... حتیٰ کہ یہ کہا گیا کہ اب ان کو مزید کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے، یہاں تک کہ مشکیزوں کی سلائی کے لئے موٹی سوئی کا بھی انتظام کیا۔‘‘ [حیات الصحابہ: ج۱]

نظر نہیں آتا:

ہر مالدار شخص کو...... وہ چاہے یا نہ چاہے...... مال خرچ کرنا ہی پڑتا ہے...... شادی بیاہ کی رسومات ہوں یا...... کسی کے مرنے کی رسومات...... بخیل سے بخیل مشرک بھی ان مقامات پر خرچ

کرتے تھے...... اور خرچ کرتے ہیں...... عام مسلمان مالدار بھی شادی بیاہ اور مرنے کی رسومات پر کافی مال خرچ کرتے ہیں...... اسی طرح کئی مالداروں کو لوگوں کے شر سے بچنے کے لئے کافی مال خرچ کرنا پڑتا ہے...... کچھ مالدار معاشرے اور خاندان میں اپنی بڑائی جتلانے کے لئے خرچ کرتے ہیں...... اور کچھ لوگ...... دوسرں کی محبت اور تعظیم حاصل کرنے کے لئے مال خرچ کرتے ہیں کہ...... لوگ ان کے نیچے لگیں، ان کو کھڑے ہو کر ملیں اور ان کی واہ واہ کریں...... یہ تو ہوئے سارے برے خرچے...... اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس طرح کے خرچوں سے محفوظ رکھے...... مال بھی چلا جاتا ہے...... اور کچھ بنتا بھی نہیں...... اب آتے ہیں اچھے خرچوں کی طرف...... ان کی تفصیل بھی بے شمار ہے...... آپ غریبوں، بیواؤں، فقیروں کو صدقہ دیتے ہیں...... آپ کوئی خدمت خلق کی چیز بنواتے ہیں...... وغیرہ وغیرہ...... یہ سب خرچے بہت اچھے ہیں...... اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس طرح کے خرچوں کی توفیق عطاء فرمائے...... لیکن جہاد کا خرچہ...... بہت عجیب ہے...... وہ تو آپ نے دین اسلام کے غلبے اور تحفظ کی خاطر جہاد میں دے دیا...... وہ آپ نے کسی فرد کو نہیں دیا کہ...... وہ آپ کا شکریہ ادا کرے...... آپ سے تھوڑا ادب کرے...... وہ آپ نے خاندان میں عزت بنانے کے لئے نہیں دیا...... بلکہ خاندان میں تو آپ کو اسے چھپانا پڑتا ہے کہ...... کوئی مخبری نہ کر دے...... اس پیسے سے کوئی عمارت بھی نہیں کھڑی ہوئی کہ...... جسے دیکھ کر آپ کا دل خوش ہو...... معلوم ہوا کہ...... آپ نے دیا مگر اس سے دنیا میں کچھ بھی فائدہ یا خوشی ملنے کا ظاہری امکان نہیں ہے...... بس یہ ہے...... اللہ تعالیٰ کا قرضہ...... نہ نظر آنے والا خرچ...... دینے والے آپ اور لینے والا اللہ...... دنیا کی کوئی منت نہیں...... یہ خرچ نظر نہیں آ رہا...... نہ عمارت، نہ بلڈنگ، نہ ویڈیو...... نہ مووی نہ کہیں بورڈ...... مگر نظر نہ آنے والی چیزیں بہت عظیم ہوتی ہیں، بہت بڑی...... ہمارے تصور سے بھی بڑی آسمان کی طرح، ستاروں کی طرح...... بلکہ اُن سے بھی بڑھ کر...... ہاں! بے شک...... اللہ تعالیٰ نے جہاد میں خرچ ہونے والے مال کو...... بڑا مقام عطاء فرمایا ہے...... اللہ تعالیٰ کو مانگنے کی کیا حاجت؟......

مگر اللہ تعالیٰ نے اس مال کی قدر بڑھانے کے لئے......اسے بطور قرضہ مانگا......اور پھر اس پر بڑے معزز اجر کا وعدہ فرمایا:

{وَلَهٗ أَجْرٌ كَرِيْمٌ} [الحدید:۱۱]

ایک اور منظر دیکھیں:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے......غزوۂ تبوک کے جہاد میں بہت زیادہ مال خرچ فرمایا......انہوں نے دوسو اوقیہ چاندی یعنی آٹھ ہزار درہم، اللہ تعالیٰ کے راستے میں دیئے......حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! میرے خیال میں عبدالرحمن بن عوف (اتنا زیادہ خرچ کر کے) گناہگار ہو گئے ہیں کیونکہ انہوں نے اپنے گھر والوں کے لئے کچھ نہیں چھوڑا ہے''...... چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے پوچھا کہ تم نے اپنے گھر والوں کے لئے کچھ چھوڑا ہے؟ انہوں نے کہا: ''جی ہاں! جتنا میں لایا ہوں اس سے زیادہ اور اس سے عمدہ چھوڑ کر آیا ہوں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کتنا؟'' انہوں نے عرض کیا: ''اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے جس رزق اور خیر کا وعدہ کیا ہے وہ چھوڑ کر آیا ہوں۔'' [حیات الصحابہ۔جلد:۱]

ایک بات سوچیں:

غزوۂ تبوک کا تذکرہ قرآن مجید میں بڑی تفصیل سے آیا ہے......اس غزوہ میں جانے والوں کے فضائل......اور اس میں نہ جانے والوں کے لئے وعیدیں اور شرمندگی......اس غزوہ میں خرچ کرنے والے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بڑی اونچی بشارتیں پائیں......حتیٰ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو تو......پکی رضا کی بشارت دے دی گئی......اس غزوہ میں خرچ کرنے والے حضرات کو......اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھی اتنا دیا کہ......لوگ آج کل اُن کی میراث شمار کرتے رہ جاتے ہیں......یہ سب کچھ ٹھیک......مگر آپ ایک بات بتائیں کہ اس مبارک غزوہ میں ہوا کیا تھا؟......آپ سیرت و سیر کی ساری کتابیں پڑھ

لیں......اس غزوہ میں نہ جنگ ہوئی......اور نہ کوئی بڑی فتح......نہ کچھ بنا......نہ کچھ تعمیر ہوا......بس جانا اور آنا ہوا......مگر اس کے باوجود......اس میں خرچ کرنے کے ایسے فضائل......اس میں نکلنے کے عظیم فضائل......اور اس میں نہ نکلنے پر اتنی وعیدیں......بات دراصل یہ ہے کہ......اللہ تعالیٰ کو جہاد بہت محبوب ہے...... جہاد ایک مستقل فرض اور عبادت ہے...... جہاد خود ایک عظیم عمل ہے......خواہ اس کا کوئی نتیجہ نظر آئے یا نہ آئے......غزوہ تبوک کا ظاہری نتیجہ کچھ بھی نہیں تھا......اگرچہ اس کے دور رس اثرات بہت تھے......پس مسلمانوں کو سمجھایا گیا کہ...... جہاد بہت عظیم عبادت ہے...... یہ سب سے اونچا عمل ہے......اس میں نکلنا اور اس میں کچھ لگانا بڑی سعادت ہے......اگرچہ تمہارا لگایا ہوا مال نظر ہی نہ آئے......''وہ آنے جانے'' کی دھول میں گم ہو جائے......مگر وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں گم نہیں ہوگا......کیونکہ......دنیا میں جب تم کسی امانتدار سچے شخص کو......قرض دیتے ہو تو تمہیں واپسی کا پکا یقین ہوتا ہے......تو پھر اللہ تعالیٰ سے بڑا سچا کون ہے؟......اللہ تعالیٰ سے بڑا وعدہ پورا کرنے والا کون ہے؟......جہاد میں لگایا ہوا مال چونکہ تمہیں نظر نہیں آتا تو ہو سکتا ہے کہ......تمہیں افسوس ہو کہ......میرا مال تو دھول میں اُڑ گیا...... بارود میں بکھر گیا......کاش! ''ٹوں ٹوں'' کرتی کوئی ایمبولینس لے لیتا......نظر تو آتی......ویڈیو بھی بنتی......تو اللہ تعالیٰ نے اس خیال کی اصلاح کے لئے......''قرض'' کا لفظ استعمال فرمایا......کہ تم نے جو دیا اُسے زمین میں نہ ڈھونڈو......وہ تو تم نے مجھے قرض دیا ہے......دنیا میں جب تم کسی کو قرض دیتے ہو تو پھر اس ٹوہ میں نہیں پڑے رہتے کہ......اس نے اس مال کا کیا کیا......تمہیں بس یہ خیال ہوتا ہے کہ......کچھ عرصہ بعد مجھے میرا مال واپس مل جائے......پس جہاد میں صدق دل سے لگایا ہوا تمہارا مال......اللہ تعالیٰ کے پاس ہے......اور اس کا وعدہ ہے کہ......وہ اسے بہت زیادہ بڑھا کر......تمہیں عطاء فرمائے گا......اور عطاء فرماتا رہے گا...... بے شک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

اللهم صل على محمد النبي
الأمي وعلى آله وسلم تسليما